بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

079: باب 39- حصہ دوم-اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کا انکار۔

[آیت (الرعد:30)، (بخاری:127)، (مصنف عبدالرزاق:20895)]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃاللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے۔ پچھلے درس میں ''باب من جحد شيئا من الأسماء والصفات'' کے متعلق بات کی تھی اور توحید اسماء والصفات کے متعلق بعض اہم اور بنیادی باتیں بیان کی تھیں اور آج کی نشست میں کتاب میں سے جو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے دلائل پیش کیے ہیں اُن پر بات کرتے ہیں۔ شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں ''باب من جحد شيئا من الأسماء والصفات'' (اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات میں سے کسی چیز کا انکار کرنے کا بیان)۔

جَحَدَ کا لفظ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس وقت جب انکار کیا جائے علم ہونے کے بعد اسے کہتے ہیں جحود اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرا لفظ استعمال ہوتا ہے تکذیب، تکذیب اور جحود دونوں ملتے جلتے لفظ ہیں۔ ''تکذیب'' جھٹلانا کسی چیز کو چاہے اس کے بارے میں علم ہو یا نہ ہو۔ کافر اللہ تعالیٰ کو جھٹلاتا ہے تکذیب کرتا ہے (عام کافر) اور جو جَاحِد ہوتا ہے وہ جاننے کے بعد جھٹلاتا ہے علم ہونے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ واقعی حق ہے اللہ تعالیٰ خالق ہے مالک ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ جھٹلاتا ہے اسے کہتے ہیں جَاحِد۔ جحود بھی انکار ہے اور تکذیب بھی انکار ہے فرق یہ ہے کہ جحود جاننے کے بعد انکار کرنا۔ جحود (جیم، حاء، واؤ، دال) جَحَدَ سے۔

شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وقول الله تعالى'' (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ﴾(الرعد:30) (اسی طریقے سے ہم نے تمہیں مبعوث فرمایا اے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایسی امت میں جس سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں (کیوں؟) اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر وحی کی تلاوت کریں جو کچھ ہم نے آپ پر وحی نازل فرمائی ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ﴾ (اور وہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے رحمٰن کو جھٹلاتے ہیں) ﴿قُلْ﴾ (آپ ان سے

کہہ دیں) ﴿هُوَ رَبِّيْ﴾ (وہی (یعنی رحمٰن) میرا ربّ ہے میرا پروردگار ہے) ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (اس کے سوا میرا کوئی معبود برحق نہیں) ﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ (میرا اسی پر بھروسہ ہے) ﴿وَاِلَيْهِ مَتَابِ﴾ (اور وہی میری پناہ گاہ ہے اور وہی میری توبہ کو قبول کرنے والا ہے)۔

اس آیت کریمہ میں اُمت کا لفظ جو ہے وہ کہتے ہیں کسی زمانے کو "قرن، زمانہ" اور اُمت ایک لوگوں کی جماعت کو بھی کہتے ہیں۔ ﴿يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ﴾ یہ شاہد ہے اس آیت کریمہ میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ یہ سنت رہی ہے یہ طریقہ رہا ہے کہ کفر کے خاتمے کے لیے شرک کے خاتمے کے لیے، اِن نافرمانیوں کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے نبی بھیجتے تھے علیہم الصلاۃ والسلام تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ سے جڑ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار بن جائیں لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کی طرف اِن انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجا گیا ہے اُن لوگوں میں سے بعض لوگوں نے تو دعوت قبول کی ہے اور اکثر لوگوں نے دعوت کا انکار کیا ہے اور اِن انکار کرنے والوں میں سے ایک قسم کے ایسے لوگ تھے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کا انکار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ﴾ وہ انکار کرتے ہیں رحمٰن کا اللہ تعالیٰ کے نام رحمٰن کا اور بعض مشرکین قریش یہ کہتے تھے کہ ہم رحمٰن تو رحمٰن یمامہ کو جانتے ہیں جو ایک خاص جگہ میں ہے لیکن کیا اللہ بھی رحمٰن ہے ہم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر وحی نازل ہوتی ہے آپ سچی باتیں فرماتے ہیں، آپ اُن کو راہِ راست اور ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں اِن کو یہ بتا دیجیے ﴿قُلْ هُوَ رَبِّيْ﴾ وہی رحمٰن جو ہے جس کا تم انکار کرتے ہو وہی میرا ربّ ہے۔

اچھا ربّ کا لفظ کیوں یہاں پر بیان کیا گیا؟ کیونکہ ابو جہل، ابو لہب اور مشرکین عرب جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ربّ ہے تو جو چیز وہ جانتے تھے اسی چیز کو پہلے بیان کیا۔

جب آپ کسی مخالف سے بات کرتے ہیں تو وہاں سے اسٹارٹ کریں جو آپ کا کامن پوائنٹ (common point) ہے جہاں پر آپ متفق ہیں بات کا آغاز وہیں سے کریں وجہ یہ ہے کہ اگر آپ شروع سے ہی مخالفت کی بات کرتے ہیں تو پھر آپس میں تنازع ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے دوری اختیار ہوتی ہے پھر آپ نصیحت کیا دیں گے آپ دعوت کیا کریں گے! اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی حکم دیا ہے ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ (آل عمران:64) یہود و نصاریٰ کو جب دعوت دو جو لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں جب اُن کو دعوت دو تو پہلے اُن باتوں

کو بیان کرو جن پر آپ لوگوں کا اتفاق ہے تاکہ تھوڑی سی قریبی ہو اور اس قریب ہونے سے ہی آپ دعوت دے سکتے ہیں آپ نصیحت کر سکتے ہیں۔

رحمٰن کے تو وہ منکر ہیں کیا ربّ کے منکر ہیں ربّ کے لفظ کے منکر ہیں؟ ربّ کے لفظ کے منکر نہیں ہیں۔ ربّ کے معنی کے منکر ہیں؟ ربّ کے معنی کے بھی منکر نہیں ہیں۔ تو جس رحمٰن کو تم جھٹلاتے ہو جس نام کو تم جھٹلاتے ہو وہی میرا ربّ ہے، وہی ربّ بھی ہے وہی رحمٰن بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری چیز جس کو وہ جھٹلاتے تھے کیا تھی؟ کہ اللہ تعالیٰ واحد معبود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُن کو یہ بھی بتائیں جو ربّ ہے وہی رحمٰن ہے اور یہ بھی اُن کو سمجھائیں جو ربّ ہے وہی واحد معبود ہے ﴿قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ وہی واحد معبود ہے۔ ﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ اُسی پر میرا بھروسہ ہے (کیونکہ وہی ربّ ہے اُس کے سوا میرا کوئی بھی نہیں) ﴿وَاِلَيْهِ مَتَابِ﴾ اور اُسی کی طرف توبہ ہے۔

توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور توبہ اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی توبہ قبول نہیں کر سکتا کیونکہ توبہ تب کی جاتی ہے جب کوئی نافرمانی ہوتی ہے کوئی گناہ ہوتا ہے، کوئی کمی پڑ جاتی ہے کسی چیز میں، اور جب یہ کمی ہوتی ہے نافرمانی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق کی حق تلفی ہوتی ہے اور جس کا حق ہے اُسی کو دینا چاہیے کہ نہیں؟ تو پھر توبہ کس سے کرنی چاہیے نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کریں اور توبہ نبی سے جا کر کریں؟! نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کریں اور توبہ کسی ولی سے جا کر کریں؟! یہ ظلم ہے کہ نہیں؟! یہ ظلم ہے، عین الظلم۔

تو جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کو دینا چاہیے جیسا کہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کیا جاتا ہے اور سب یہ جانتے ہیں کہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی کیا جاتا ہے کسی اور پر نہیں ویسے توبہ بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے کسی اور سے نہیں۔

اس آیت میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا انکار کرنا کفر ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے رحمٰن نام کا ثبوت۔ اگر کوئی شخص آپ سے سوال کرے کہ آپ کہتے ہیں رحمٰن اللہ تعالیٰ کا نام ہے دلیل کیا ہے؟ ایک تو آیت ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (الفاتحہ:2) دوسری آیت یہ ہے ﴿وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ﴾ تو رحمٰن اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ نام الرحمٰن الرحیم ہے ویسے اللہ تعالیٰ رحم بھی کرنے والا ہے رحم بھی کرتا ہے۔

دونوں میں کوئی فرق ہے فرق ہے دونوں میں ؟یعنی نام الرحمٰن الرحیم ہے لیکن رحم کرنے والا بھی ہے یہ ضروری ہے یعنی ہر نام کے ساتھ ایک صفت جڑی ہوئی ہے اسے ہم کہتے ہیں توحید الاسماء والصفات۔ صرف توحید الاسماء نہیں اکیلا توحید صفات بھی ہے ،توحید الاسماء والصفات۔

ہر نام کے اندر ایک صفت موجود ہے لیکن ہر صفت میں نام موجود نہیں ہے یہ قاعدہ ہے،ہر نام میں صفت موجود ہے لیکن ہر صفت سے ہم نام اخذ نہیں کر سکتے۔اس کی کوئی مثال جانتا ہے ؟اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (الفجر:22)۔﴿وَّ جَآءَ﴾(اللہ تعالیٰ آتے ہیں آئے ہیں اور آئیں گے قیامت کے دن جب فیصلہ ہوگا)۔تو آنے کی صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آئیں گے کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالیٰ۔اب کیسے آئیں گے اللہ اعلم کیسے آئیں گے ہمیں کیا پتہ کیسے آئیں گے لیکن آئیں گے کہ نہیں ؟حساب کے لیے آئیں گے۔

اچھا یہ کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام الجَاءِ ؟الجاء اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے کہ آنے والا ؟نہیں۔صفت ہے کہ نہیں ؟صفت ہے۔

توہر نام کے اندر صفت موجود ہوتی ہے لیکن ہر صفت سے ہم نام اخذ نہیں کر سکتے یہ قاعدہ ہے۔

ایک نام میں بعض اوقات ایک صفت ہوتی ہے اور بعض اوقات ایک سے زیادہ جیسے الربّ نام ہے کتنی صفتیں ہیں اس کے اندر کہ خالق،مالک،تدبیر کرنے والا،مشکل کشا حاجت روا،ایک سے زیادہ ہیں لیکن ربوبیت کی صفت بھی ثابت ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ ایک نام میں ایک صفت ہوتی ہے قاعدہ یہ ہے،بعض استدلال موجود ہیں جیسے بعض ایسے نام ہیں جن میں ایک سے زیادہ صفت ہوتی ہے۔

مخلوق کو دیکھتے ہیں ہم صادق نام ہے کہ نہیں مطلب کیا ہے صادق کا؟سچ بولنے والا اسم فاعل ہے۔ضروری نہیں کہ وہ سچا ہو۔کیا اس نام کے ساتھ یہ صفت جڑی ہوئی ہے ؟نہیں کیونکہ مخلوق کمزور ہے،ضعیف ہے محتاج ہے،جھوٹ بھی بولتی ہے،نافرمانی بھی کرتی ہے تو مخلوق کے لیے ضروری نہیں کہ اُس کے نام کے ساتھ صفت جڑی ہوئی ہے اگرچہ چاہیے اس کو یہی کہ جیسا نام ہے ویسا وہ ہے۔

کیونکہ مخلوق ضعیف ہے ایسا نہیں کر سکتی لیکن خالق سبحانہ وتعالیٰ جل شانہ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾تو پھر تو ہر مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن ہے رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت بھی ثابت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت بھی ہے اللہ تعالیٰ رحم بھی کرتا ہے۔

4۔ مشرکین عرب میں سے ایک ایسا گروہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے نام کا بھی منکر تھا، سارے نہیں تھے اُن میں سے بعض تھے۔ جیسا کہ بعض مشرک ایسے تھے جو بعث کا انکار کرتے تھے کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی نہیں ہے اور بعض لوگ اُس کا اقرار کرتے تھے۔

شرک ایسی بیماری ہے جو تفرقے میں ڈال دیتی ہے، یاد رکھیں مشرکین کبھی جمع نہیں ہو سکتے ایک چیز پر۔اس لیے دیکھیں کتنے معبود ہیں ہندوؤں کے؟ تینتیس کروڑ (33 کروڑ)۔ مجھے ایک چیز سمجھ نہیں آئی کہ تینتیس کروڑ کہاں سے آئے؟! موجودات کو آپ گنیں، آپ گنیں جتنی موجودات موجود ہیں جو آپ جانتے ہیں آپ ایک لاکھ گن سکتے ہیں جو آپ جانتے ہیں؟ تو تینتیس کروڑ معبودات ہیں کیا جمع ہوئے ہیں کسی معبود پر؟ وہ خود کہتے ہیں کہ تینتیس کروڑ ہیں۔

آپ دیکھ لیں کہ شرک میں کبھی بھی اجتماع نہیں ہو سکتا شرک سے ہمیشہ تفرقہ ہی ہوتا ہے اور تعجب کی بات وہ نہیں ہے کہ ہندوؤں کے لیے تینتیس کروڑ معبود ہیں تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بعض مسلمانوں کے لیے ایک سے زیادہ معبود ہیں! اور اس سے بڑی تعجب کی بات ہے کہ بعض مسلمانوں کے لیے ایک سے زیادہ مشکل کشا ہیں حاجت روا ہیں! کسی کے لیے غوث ہے مشکل کشا، کسی کے لیے اجمیر والا مشکل کشا ہے، اور کسی کے سیدنا علی مشکل کشا ہیں، کسی کے لیے سیدنا حسین مشکل کشا ہیں تفرقہ ہے کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر بیٹا طلب کرنا ہے تو پاک پتن میں جاؤ، اگر روزی کی تلاش ہے تو پھر کوٹ مٹھن میں جاؤ، اگر اچھی بیوی کی تلاش ہے تو سخی سرور کی طرف جاؤ تو پھر ربّ کی طرف کون جائے گا؟! اللہ تعالیٰ کو کون پکارے گا؟! کب جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی طرف؟! جب بیوی دینے والا ایک ہے، اولاد دینے والا دوسرا ہے، رزق دینے والا تیسرا ہے تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگو گے تم پھر وہ ربّ کیسا ہے؟! اللہ تعالیٰ جانتے ہیں ربّ کیوں ہے مشکل کشا کیوں ہے؟ کیونکہ مشکل کو آسان کر دیتا ہے لیکن جب مشکل کی آسانی کسی اور سے مانگی جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کیسے مشکل کشا ہے اور کس کے لیے مشکل کشا ہے!

5۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا فرض ہے۔

6۔ غیر اللہ پر توکل کرنا حرام ہے اور شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا فرض ہے اور توحید ہے اور غیر اللہ پر توکل کرنا حرام ہے اور شرک ہے۔

7۔اللہ تعالیٰ سے توبہ مانگنا فرض ہے اور توحید ہے اور غیر اللہ سے توبہ مانگنا حرام ہے اور شرک ہے۔

8۔ یہ جاننا کہ توکل اور توبہ دونوں عبادات ہیں؟ پھر شرک کیسے ہے؟ عبادت ہے تو اسی لیے شرک ہے ناں اگر عبادت نہ ہوتی تو پھر شرک نہ ہوتا۔

9۔اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی فضیلت جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حق کیسے ہوتا ہے؟اسباب شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا تو اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان ضرور بنتا ہے، جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت ضرور کرے گا۔

10۔توبہ کی حقیقت کو جاننا کہ توبہ کس چیز کا نام ہے کن چیزوں کا مجموعہ ہے؟چار چیزوں کا مجموعہ ہے۔توبہ کیا ہے؟

ا۔سب سے پہلے کیے پر نادم ہونا کہ جو نافرمانی کی ہے اس پر ندامت ہو۔

۲۔اُس سے فوراً رک جانا۔

۳۔دوبارہ نہ کرنے کا عہد کرنا۔

۴۔توبہ توبہ کے وقت کے اندر ہو وقت گزرنے کے بعد توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے یعنی مرتے وقت توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور جب سورج مغرب سے نکلے گا تب بھی توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ توبہ ہے۔

اور پانچویں بات یہ ہے کہ اگر کسی کا حق مارا ہے مخلوق میں سے تو اس کے حق کو واپس کرو، اگر اسے گالی دی ہے تو اس سے جا کر معافی مانگو، اس کا مال کھایا ہے اس کا مال واپس کرو اگر ابھی تمہارے پاس نہیں ہے تو اس سے جا کر اجازت مانگو مہلت مانگو کہ آپ نے اس کے مال کو کب دینا ہے۔کسی کی غیبت کی ہے جا کر اسے کہو کہ میں نے فلاں دن آپ کی غیبت کی تھی مجھے معاف کر دیں اگر تم سے ناراض ہوتا ہے تو اس کی ناراضگی برداشت کرو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی برداشت نہیں ہوتی۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے بیان کرتے ہیں:"وفي صحيح البخاري"(اور صحیح بخاری میں)۔کیا بات ہو رہی ہے؟اسماء والصفات کے متعلق بات ہو رہی ہے ذرا بار بار یہ بات ذہن میں رکھنا۔"وفي صحيح البخارى رحمة الله عليه، قال على رضى الله عنه"(صحیح بخاری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں)"حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ"(لوگوں کو وہ باتیں بتایا کرو) "أَتُرِيدُونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ"(کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی جائے جھٹلایا جائے)۔

یہ روایت صحیح بخاری میں کتاب العلم میں ہے اسے کیا کہتے ہیں؟اُثر کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے کیونکہ حدیث کا مطلب ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے قول کو کہتے ہیں اُثر چاہے وہ صحابی ہو یا صحابی کے علاوہ کوئی اور ہو۔

تو اس اُثر میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں جو قابل غور ہے، فرماتے ہیں "حَدِّثُوا النَّاسَ"لوگوں سے وہ باتیں کرو۔ہر بات کرو؟نہیں ہر بات نہیں کرو، وہ باتیں کرو"بِمَا يَعْرِفُونَ"جو وہ جانتے ہیں، اور جو وہ نہیں

جانتے اُن باتوں کی تہہ تک نہ جاؤ اُن کی باریک بینیاں بیان نہ کرو۔ کیوں؟ کیونکہ اگر ہر انسان کو ہر شخص کو ہر وہ بات بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا جہالت کی وجہ سے اور اُس کی باریک بینی بھی بیان کرتے ہو تو وہ بات جو ہے اُس پر گراں گزرے گی، مشکل ہو گی اُس کے لیے سمجھنا مشکل ہو جائے گا اور سمجھنے کے اشکال کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اُتر آئے گا اور پھر جھٹلائے گا اللہ تعالیٰ کے فرمان کو اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کو جھٹلانا کفر ہے۔ پہلے تو وہ صرف نافرمان تھا کبیرہ گناہ کا مرتکب تھا اب تمہارے اس رویئے کی وجہ سے وہ کافر بن گیا ہے یہ کون سی نصیحت کی ہے آپ نے یہ آپ نے کون سا اچھا کام کیا ہے؟!

اس لیے یاد رکھیں یہ بڑا عظیم پیغام ہے طالب علم کو چاہیے کہ اس پیغام کو اپنی ان آنکھوں کے درمیان میں رکھے خاص طور پر وہ ساتھی وہ لوگ جو دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں اور ہر مسلمان کسی نہ کسی صورت میں کسی نہ کسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کرتا ہی رہتا ہے اس لیے یہ فرمان جو ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایک تجربے کی بنیاد پر ہے۔ یہ کہاں سے انہوں نے سیکھا ؟ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اس لیے جب ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ سب سے عظیم اور اچھا راستہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا حصہ تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی تھے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کیا ہے براہ راست۔ دعوت کیسے کرنی ہے جانتے ہیں جیسے کہ وہ یہ جانتے ہیں نماز کیسے پڑھنی ہے، جیسے کہ وہ جانتے ہیں جہاد کیسے کرنا ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ دعوت بھی کیسے کرنی ہے۔ اسی تجربے کی بنیاد پر جو وہ حاصل کر چکے ہیں جو علم وہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کر چکے ہیں، دعوت کے میدان میں جن مشکلات کا اُن کو سامنا ہوا ہے اب وہ آگے فرما رہے ہیں اپنے شاگردوں کو اور ہر مسلمان تک یہ پیغام علماء نے پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر جنہوں نے ان روایات کو جمع کیا ہے اور اُن کو لکھ دیا ہے اور اس علم کو محفوظ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

تو یاد رکھیں مسائل دو قسم کے ہیں، بعض ایسے مسائل ہیں جو بالکل واضح اور ظاہر ہیں جو انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے اُن مسائل کو بیان کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خاص طور پر وہ دینی مسائل، وہ علمی مسائل جن کا تعلق عقیدے سے ہے، جن کا تعلق عبادات کی بنیادوں سے ہے اور جن کا تعلق حلال اور حرام سے ہے اِن کی باریک بینی بھی بتانا ضروری ہے کہ حلال کیا ہے حرام کیا ہے اور مجمل عقیدہ مسلمانوں کا کیا ہے اس میں اجمال ضروری ہے، تفصیل وہاں پر ضروری ہے جہاں پر انکار آیا ہے جہاں پر انکار نہیں ہے وہاں پر تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

تفصیل کی ضرورت کب پڑتی ہے علمی مسائل میں ؟جب آپ کے سامنے کوئی شخص انکار کرنے والا ہوتب تو آپ باریک بینی بھی بیان کریں گے۔

یہاں پر شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ اسماء والصفات کے باب میں اس روایت کو کیوں لے کر آئے ہیں ؟کہ اسماء والصفات کا باب عقیدے کے ان ابواب میں سے ہے جہاں پر تفصیل کی بھی ضرورت نہیں ہے اجمال سے بات کافی ہوتی ہے، مجمل بات کریں آپ کہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اور صفات ہیں ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اچھے نام بھی ہیں اور صفات الکمال بھی ہیں جو نام اور صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی قرآن مجید میں صحیح حدیث میں ہمارا اُن پر ایمان ہے بغیر انکار کیے، بغیر تحریف کرنے کے، بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر مثل بیان کرنے کے، بس یہ عقیدہ ہے۔اسماء والصفات کے باب میں یہی عقیدہ ہے بس یہ چار جملے ہیں بس۔

یہ لمبی باتیں کب ہوتی ہیں ؟یہ بحث کب ہوتی ہے ؟یہ بحث اُن لوگوں کے لیے ہوتی ہے، لمبی باتیں اور تفصیل اُن لوگوں کے لیے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کا انکار کرتے ہیں تب ضرورت پڑتی ہے تفصیل بیان کرنے کی۔

جہمیوں نے انکار کیا علماء نے تفصیل بیان کی، معتزلی نے اسماء کا اقرار کیا اور صفات کا انکار کیا علمائے سلف نے وضاحت سے تفصیل سے بیان کیا اور قاعدے بیان کیے ہیں جو طریقہ اپنایا ہے اسماء کے ثبوت کے لیے اسماء کو ثابت کرنے کے لیے وہی طریقہ اپناؤ صفات کو ثابت کرنے کے لیے مشابہت ختم ہو جائے گی۔

پھر اشاعرہ، ماتریدی آئے انہوں نے اسماء کا اقرار کیا اور صفات میں سے صرف سات کا اقرار کیا اور دوسروں نے آٹھ کا اقرار کیا تو اُن کے لیے علماء نے پھر قاعدے بنائے ہیں:

"القول فی بعض الصفات کالقول فی البعض الآخر"(جس طریقے سے تم لوگوں نے سات صفات کا اقرار کیا ہے اسی طریقے سے باقی صفات کا بھی اقرار کرو)۔

فرق کیا ہے اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے اس کا اقرار ہے رحمٰن ورحیم ہے اس کا اقرار کیوں نہیں ہے ؟اگر سمیع و بصیر مشابہت نہیں ہے تو رحمٰن ورحیم میں کیسے مشابہت ہو سکتی ہے تمہارا ترازو مختلف کیوں ہے ترازو ایک کیوں نہیں رکھنا چاہتے تم لوگ ؟! ترازو کیوں مختلف ہے ؟

کیونکہ عقل بیچ میں آگئی ہے اور عقل جب حد سے گزر جاتی ہے تو پھر بے عقلی ہو جاتی ہے اور پھر آپ کے سامنے اس ترازو میں اختلاف بھی نظر آئے گا ورنہ عقلمند انسان کا ترازو تو ایک ہونا چاہیے ناں،اس لیے علمائے سلف نے پھر تفصیل بیان کی ہے۔

تو مسائل دو قسم کے ہیں ، وہ مسائل جو واضح ہیں شفاف ہیں اُن کو ویسے بیان کریں اور جو علمی مسائل لوگوں کو پریشان کر دیتے ہیں جن میں باریک بینیاں بیان کرنے سے لوگ پریشان ہوتے ہیں تو لوگوں کو پریشان نہ کریں اور اجمال سے بات کریں، تفصیل تب آتی ہے جب آپ کے سامنے کوئی شخص انکار کرتا ہے۔

دروس میں تفصیل میں کیوں بیان کرتا ہوں ؟ کیونکہ آپ طالب علم ہیں میں دوسرے قول کو بھی بیان کرتا ہوں پھر سلف کے قول کو بھی بیان کرتا ہوں کہ کس طریقے سے اُن کا رد کیا ہے۔ اس لیے فوائد میں آپ سنتے ہوں گے کہ اسماء والصفات کے منکرین کا رد، جہمیوں کا رد، معتزلی کا رد، اس دلیل سے ہم نے یہ فائدہ نکالا ہے اس میں اشاعرہ کا رد ہے یا صوفیوں کا رد ہے یہ کیوں بیان کرتے ہیں ؟ تاکہ ہمیں پتہ چلے ، طالب علم کو پتہ ہونا چاہیے کہ اس دلیل کے اندر کون کون سے خزانے ، کون کون سے فائدے اور پیغام چھپے ہوئے ہیں۔

اس اُثر میں جو اہم پیغام ہیں :

1۔ لوگوں کو ہر بات نہیں بیان کی جاتی۔

2۔ دعوت و تبلیغ اور نصیحت حکمت سے کی جاتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے سب سے پہلے کہ ﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ﴾ (النحل:125)۔ حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ جو شخص آپ کے سامنے بیٹھا ہے اُس کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے نصیحت کریں، اُس کی سوچ، اُس کی عقل اُس کی سمجھ، اُس کی عمر، کس چیز میں اُس کو غلط فہمی ہے اُس کو دور کرنے کی کوشش کریں، آپ کا انداز کیسا ہونا چاہیے یہ سب حکمت میں شامل ہیں۔

3۔ علم کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں، بعض ایسے لوگ ہیں جو دینی امور میں سے کچھ بھی نہیں جانتے یا بہت کم جانتے ہیں اور بعض ایسے لوگ ہیں جو شریعت کے دینی امور کو جانتے ہیں، جاننے والے طالب علم اور علماء ہیں اور جو انجان ہیں یا کم جانتے ہیں وہ عوام الناس ہیں۔

4۔ علم نور ہے جس سے ظلمت اور پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

5۔ اگر لوگوں کو آپ وہ بات کریں جو وہ جانتے ہیں یعنی پہلے سے علم ہے اُن کے لیے مشکل نہیں ہے وہ جانتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سچ ہے یہ جاننا ہی کافی ہے یہ فطرت ہے ہر مسلمان کی۔

جب اُس کو آپ بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کبھی انکار کرے گا وہ؟ نہیں کرے گا، لیکن جب یہ فطرت مر جاتی ہے یا کمزور ہو جاتی ہے علمائے سوء اور شیاطین الانس والجن کی وجہ سے تب پھر یہ علم بھاری پڑ جاتا

ہے یہ دینی مسائل مشکل پڑ جاتے ہیں اُن کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے جب تک اپنے دل کو صاف نہیں کیا جاتا تب تک ان مسائل کو سمجھا بھی نہیں جا سکتا۔

آپ جانتے ہیں کہ شیطان ہمارے خون میں دوڑتا ہے اور ہمارا معاشرہ شریعت کے علم سے دور ہے اس لیے حکمت عملی یہ ہے کہ لوگوں کو وہ چیز بیان کرنی چاہیے جو وہ جانتے ہیں اُن کے لیے آسان ہو۔

6۔ بعض لوگوں کی وجہ سے لوگ زیادہ گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں وہ کیسے ؟ جیسا کہ اس اُثر میں ہے کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرنے گئے ہیں نافرمانی کرتے تھے شرک نہیں کرتے تھے کفر نہیں کرتے تھے لیکن آپ کی دعوت کی وجہ سے وہ کفر پر اتر آئے ہیں نعوذ باللہ کہ اللہ تعالی کی آیات کو بھی جھٹلا دیا ہے۔

7۔اللہ تعالی کی اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کفر ہے جھٹلانا کفر ہے۔

8۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت من اخیار الصحابہ رضی اللہ عنہم اُجمعین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد، سیدہ فاطمۃ الزہراء کے خاوند، سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُجمعین اُن کی فضیلت ہے ۔اِن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن سے محبت کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالی سے محبت کرنا اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ہر مسلمان ہر مومن اللہ تعالی سے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اس میں کیا کمال ہے، کمال تو اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے محبت کریں۔

آگے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وروى عبد الرزاق عن معمر عن ابن طاووس عن أبيه:عن ابن عباس رضي الله عنهما"۔"روى عبد الرزاق"(عبدالرزاق نے روایت کیا)۔

عبدالرزاق کون ہیں ؟عبدالرزاق الصنعانی شیخ الامام احمد ابن حنبل رحمہما اللہ۔ یہ وہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ ہیں جن کے متعلق فضائل اعمال میں، فضائل حج میں قصہ بیان کرتے ہیں" کہ سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام ایک مرتبہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ عبدالرزاق محدث حدیث کا درس دے رہے ہیں اور ایک جوان ایک کونے میں مراقبے میں بیٹھا ہے اپنا سر اپنے دونوں گھٹنوں میں دبا کر بیٹھا ہے، سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اُس کی طرف گیا اور میں نے کہا

کہ لوگ تو حدیث کا علم حاصل کر رہے ہیں عبد الرزاق سے آپ کیوں نہیں جاتے اور حدیث کا علم کیوں نہیں حاصل کرتے ؟ تو اُس جوان نے سر اٹھایا اور کہا میں الرزّاق سے علم حاصل کر رہا ہوں۔ تو سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ میں کون ہوں ؟ تو اُس جوان نے کہا کہ اگر میری فراست سچ ثابت ہو تو آپ خضر علیہ السلام ہیں۔ تب سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کو علم ہوا کہ بعض ایسے اولیاء ہیں جن کو وہ بھی نہیں جانتے"۔

یہ کیسا اللہ کا ولی ہے جو مسجد نبوی کے اندر بیٹھ کر حدیث کا علم حاصل نہیں کرنا چاہتا ؟!

حلقۂ حدیث جانتے ہیں حلقۂ حدیث کیا ہوتا ہے ؟ حلقۂ حدیث یہ ہے کہ ایک شخص استاد جو ہے وہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث جو وحی کا دوسرا حصہ ہے بیان کرتا ہے اور دوسرے لوگ جو شاگرد ہیں وہ بیٹھتے ہیں اور وہ یاد کرتے ہیں یا لکھ لیتے ہیں۔ ایسی مجلس کے متعلق پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں ؟ کہ کسی مجلس میں جب کچھ لوگ جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے (اور وحی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، قرآن و حدیث اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے) تو فرشتے اُس مجلس کو گھیر لیتے ہیں (کون گھیرتا ہے ؟ فرشتے گھیر لیتے ہیں) اور اُن کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اُن کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت نازل ہوتی ہے سکون نازل ہوتا ہے، قرار نازل ہوتا ہے، دل میں اطمینان نازل ہوتا ہے اور اُن کے درجے بلند ہوتے ہیں۔

یہ مومن اور متقی لوگ ہیں جو ان حلقات میں جا کر بیٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور جو لوگ ان سے دوری اختیار کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں ؟ اللہ تعالیٰ کے ولی کون ہیں ؟ ہر مومن، متقی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے لیکن یہ کیسے اولیاء ہیں جو براہ راست الرزّاق سے علم تو حاصل کرتے ہیں لیکن عبد الرزّاق سے جو محدث ہیں اُن سے علم حاصل نہیں کرتے ؟!

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست کون علم حاصل کرتا ہے ؟ صرف ایک قسم کے لوگ ہیں بس انسانوں میں سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام۔ وہ کیسے علم حاصل کرتے ہیں ؟ وحی کے ذریعے۔ تو کیا اُس جوان پر وحی نازل ہو رہی تھی ؟! نبی ہوتا کون ہے ؟ وہ انسان وہ بشر جس پر وحی نازل ہوتی ہے اور وحی علم ہے کوئی بھی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم حاصل کر رہا ہوں اِس میں اور اُس شخص میں کیا فرق ہے جو کہتا ہے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے ؟ حقیقتاً کوئی علم کوئی فرق ہے حقیقتاً ؟ لفظوں میں تو ہیر پھیر ہے حقیقت میں کوئی فرق ہے ؟ جو شخص کہے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اُس کو تو کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے یہ کافر ہو گیا ہے۔ کیوں ؟ کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور یہ کہتا ہے کہ وحی نازل ہوئی ہے تو قرآن کو جھٹلانے والا ہے اور جو کہے میں الرزّاق سے براہ راست علم حاصل کر رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور اتنا بلند عظیم ولی ہے کہ سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام بھی نہیں پہچان سکتے ! ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (الحشر:2)۔

اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے سمجھ دی ہے اور قیامت کے دن سوال ضرور ہو گا اور اللہ کی قسم بغیر ترجمان کے ہو گا حساب دیں گے ہم سب دیں گے اور بغیر ترجمان کے دیں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا کیا جواب دیں گے اللہ تعالیٰ کو ہم کہ ہم لوگوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ علم حدیث سے دوری اختیار کرو، اللہ کا ولی اگر بننا ہے تو الرزّاق سے براہ راست علم حاصل کرو یا اُن اولیاء کی چوکھٹ میں اپنا سر رکھ کر گزارو جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں؟!

زبان سے تم لوگ نہیں کہہ رہے ہو لیکن اس روایت کو بیان کرنے کا مطلب کیا ہے مقصد کیا ہے تم لوگوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہو؟! اس قصے کے اندر کیا چھپا ہوا ہے جانتے ہیں آپ؟ کہ علم حدیث میں کوئی خیر نہیں ہے، علم حدیث میں کیا برکت ہے کوئی برکت نہیں ہے اگر برکت ہے تو اولیاء کی چوکھٹ میں برکت ہے اُن کے سامنے اپنے سر کو خم کر کے زندگی گزارو جیسے وہ تجھ میں تصرف کرنا چاہیں وہ کریں جیسا کہ ایک مردہ اپنے آپ کو ایک زندہ کے حوالے کر دیتا ہے جیسے چاہے اس کا غسل کرے۔اور یہ الفاظ فضائل تبلیغ میں موجود ہیں!

کیا جواب دیں گے اللہ تعالیٰ کو اگر تمہاری وجہ سے اس دعوت کی وجہ سے ایک شخص بھی علم حدیث سے دوری اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے بھئی بات سیدھی سی ہے کہ یہ علم حدیث جو ہے بہت مشکل علم ہے ہم کہاں سے علم حاصل کریں، ہم تو اللہ کے راستے میں نکلنا چاہتے ہیں بس چلہ لگانا چاہتے ہیں اور وہی علم حاصل کرتے رہیں گے؟!

اللہ تعالیٰ کا علم آپ کو روڈوں پر ملتا رہے گا! علم الحدیث علم القرآن والسنۃ لوگوں کے گھروں میں دستک دے کر آپ کو ملے گا راہ پر چلتے ہوئے آپ کو ملے گا! تو پھر سلف صالحین نے اپنا وقت ضائع کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے گھروں میں بیٹھ کر قرآن اور حدیث کے علم کے دروازے جو انہوں نے کھولے ہیں وہ بے برکت اور بے فائدہ ہیں اُن میں کوئی خیر نہیں ہے!

یہ امام کہاں سے آئے ہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اُن کا اپنا حلقہ تھا تو پھر وہ بھی بے بنیاد تھا؟! آپ کیوں کہتے ہو کہ ہم فروع میں حنفی ہیں؟ تو جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کو چھوڑ دیا آپ کیسے حنفی ہیں؟ آپ کیوں کہتے ہو کہ ہم اصول میں اشعری، ماتریدی ہیں؟ امام ابو الحسن الاشعری اور امام ابو المنصور ماتریدی کا اپنا حلقہ تھا کہ نہیں اپنے شاگرد تھے کہ نہیں؟! اگرچہ اُن سے غلطی ہوئی ہے ایک باب میں اور بہت بڑی غلطی ہوئی لیکن علم کا جو سلسلہ رہا ہے وہ کیسا رہا ہے راستے میں چلتے پھرتے رہا ہے یا اللہ تعالیٰ گھروں میں بیٹھ کر یا خاص جگہ پر بیٹھ کر علم حاصل کرتے رہے اور دیتے رہے ہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی کے شاگرد تھے کہ نہیں؟ شاگرد تھے۔اور اُن کے کوئی شاگرد ہیں کہ نہیں؟ اُن کے بھی شاگرد ہیں تو یہ سلسلہ استاد اور شاگرد کا یہ کیسے ممکن ہے بغیر ان حلقات میں بیٹھنے کے بغیر علم حاصل کرنے کے بغیر علماء کی طرف جانے کے؟

آپ کہتے ہیں کہ ہم جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں تو کون سا علم حاصل کرتے ہیں آپ اس راستے میں جا کر؟! یہاں پر آپ کو جاہل عوام ملے گی اور جاہل عوام آپ کو کون سا علم دے گی؟ نماز کا علم دے گی، روزے کا علم ، زکوۃ کا علم ، حج کا علم ، عقیدے کا علم ، توحید و سنت کا علم آپ کون سا علم چاہتے ہیں اُن لوگوں سے؟! کیوں اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہو کیوں عوام الناس کو پریشان کرتے ہو؟ اچھے الفاظوں سے کیوں اس شر کو پھیلانا چاہتے ہو؟

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کرتے ہو اور دعویٰ یہ کرتے ہو کہ دیکھیں ہماری کتاب میں کیا ہے قرآن مجید کی آیات ہیں اور چالیس احادیث ہم نے بیان کی ہیں! اور پھر ایسے قصے بیان کیوں کرتے ہو جس سے لوگ علم حدیث کو چھوڑ کر ایسے پیروں فقیروں کی طرف جائیں جو خود نافرمان ہیں نعوذ باللہ جو خود اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے دوری اختیار کر چکے ہیں؟!

میرے بھائی علم فضیلت ہے، عبادت بھی فضیلت ہے لیکن عبادت کی بنیاد علم ہے اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے (یعنی عالم عابد سے اتنا بہتر ہے) جس طریقے سے چاند دوسرے کواکب سے بہتر ہے۔

چاند کو دیکھا ہے کیسے چمکتا ہے آسمان پر؟ خوبصورت ہے۔ جہاں پر چاند آپ کو نظر آتا ہے وہاں پر ارد گرد تارے نظر آتے ہیں آپ کو؟ نہیں آتے چاند کی روشنی وہ ہے۔ باقی جو سیارے ہیں آپ کو نظر آتے ہیں؟ (تارے نہیں سیارے چاند ایک سیارہ ہے) نہیں نظر آتے، کیونکہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت ہے دوسرے کواکب پر (دوسروں سیاروں پر) کیونکہ علم نور ہے اور چاند بھی آسمان پر چمکتا دمکتا رہتا ہے ساری رات میں رات کی تاریکیوں اور اندھیروں کو دور کر دیتا ہے تو علم سے بھی انسان جو ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت بہترین طریقے سے کر سکتا ہے۔

اور طالب علم کے لیے کیا فضیلت ہے؟ کہ آسمان کے فرشتے اترتے ہیں اور اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔

آپ تصور کریں کہ آسمان کے فرشتے طالب علم، کون سا طالب علم ہے جو مراقبے کر کے اپنا سر گھٹنوں میں دبا کر بیٹھتے ہیں اور علم حدیث سے دور ہیں یہ اُن کے لیے فرشتے اترتے ہیں؟! ہرگز نہیں۔ فرشتے اُن کے لیے اترتے ہیں جو طلب علم شرعی کے لیے اپنے گھر سے نکلتے ہیں۔

گھر سے تو یہ بھی نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جاتے ہیں اور لوگوں کو یہی حدیث بیان کرتے ہیں دھوکہ دیتے ہیں کہ فرشتے تمہارے لیے پَر بچھائیں گے! فرشتے کس کے لیے پَر بچھائیں گے تم چلہ کے لیے جا رہے ہو کون سا علم حاصل کرنے کے لیے جا

رہے ہو؟! یہ کون سافی سبیل اللہ ہے مجھے بتائیں؟! تو شریعت کے الفاظوں میں ہیرا پھیری جائز نہیں ہے لفظ تو وہی ہیں لیکن معنی تبدیل کرنا آپ کے لیے جائز نہیں ہے۔

فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں طالب علم کے لیے جو علم شرعی کے لیے گھر سے نکلتا ہے اور علماء کے لیے جب یہ طالب علم عالم بن جاتا ہے آگے جاکر تو اس کے لیے سمندر کی مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں رحمت کی دعا کرتی ہیں اور گھوروں میں چیونٹیاں بھی دعا کرتی ہیں۔

اللہ اکبر، یہ کیڑے مکوڑے یہ مچھلیاں عالم کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں عالم کے لیے دعائے رحمت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم انسان پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے اور یہ لوگوں کو علم سے دور کرتے ہیں؟! سبحان اللہ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟!

"روى عبد الرزاق عن معمر" معمر عبدالرزّاق کے استاد ہیں "عن ابن طاووس" محمد بن طاووس "عن أبيه" طاووس بن کیسان الیمانی، یہ سب یمانی ہیں۔ "عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ رضي اللهُ عنهما" (سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں)۔ اسے کہتے ہیں سند یہ سند ہے، عبدالرزّاق نے اپنی مصنف میں اس روایت کو بیان کیا۔

عبدالرزّاق کی کتاب مصنف ہے جیسے امام بخاری رحمہا اللہ کی کتاب صحیح بخاری ہے۔ مصنف عبدالرزّاق امام عبدالرزّاق الصنعانی جو محدث ہیں جو مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے، جن کے دروس میں بعض صوفی شامل نہیں ہوتے تھے اُن کی کتاب بھی اُن کا نام ہے مصنف عبدالرزّاق، اُس مصنف میں یہ روایت موجود ہے اور یہ روایت ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے سنۃ میں بھی کتاب السنۃ ابن ابی عاصم کی یہ حدیث کی اور کتاب ہے اس میں بھی یہ روایت موجود ہے، اس روایت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا "أنه رَأَى رَجُلاً انْتَفَضَ" (ایک شخص میں کپکپی طاری ہو گئی ڈر سا طاری ہو گیا)۔ کب؟ "لَمَّا سَمِعَ حَدِيثًا" (جب اُس شخص نے ایک حدیث کو سنا) "عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے)۔ کون سی حدیث تھی؟ "فِي الصِّفَاتِ" (اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کے متعلق کوئی حدیث تھی)۔ تو ایک عام شخص نے سنا کسی شخص نے سنا تو اُس شخص نے جب اس حدیث کو سنا جو اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کے متعلق تھی تو وہ گھبرا اٹھا پریشان ہو گیا "انْتَفَضَ" یعنی ارتَعدَ، کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی۔ کیوں؟ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "اسْتِنْكَاراً لِذلِكَ" (یعنی اُس کی عقل نے اس روایت کو جھٹلا دیا اُس کی عقل اس روایت کو سمجھ نہ سکی)۔ دیکھیں حدیث رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو یہ روایت اسماء والصفات کے باب میں اس پر گراں گزری بھاری گزری۔ ''فَقَالَ'' اب دیکھیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان دیکھیں:

''فَقَالَ'' (تو انہوں نے فرمایا) ''مَا فَرَقُ هَؤُلاءِ؟'' اب ایک شخص کا یہ رویہ تھا اب دیکھیں الفاظ دیکھیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ''مَا فَرَقُ هَؤُلاءِ؟'' (کہ اِن لوگوں کو کس چیز نے ڈرایا کس چیز سے لوگ پریشان ہو گئے؟)۔ ایک شخص کا رویہ تھا لیکن جمع کا صیغہ کیوں ہے ''هَؤُلاءِ'' ھذا نہیں ھؤلاء؟ یعنی ایسے بہت سارے لوگ آئیں گے دیکھیں گے آپ اور بہت سارے لوگ موجود ہیں جو اسماء والصفات کا ایسے ہی انکار کریں گے۔ سبحان اللہ دیکھیں کہ اُس زمانے میں بھی تھے اور آج کے زمانے میں بھی ہیں جن پر احادیث اسماء والصفات اور آیات گراں گزرتی ہیں کانپتے ہیں، ڈرتے ہیں۔ دیکھیں ڈر فضیلت ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر فضیلت ہے اچھی بات ہے لیکن حق میں یا باطل میں؟ حق میں ڈرنا چاہیے۔ ''يَجِدُونَ رِقَّةً عِنْدَ مُحْكَمِهِ'' (یہ بڑے عجیب سے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محکم آیات سن کر اُن پر رقت طاری ہو جاتی ہے)۔ رقت، دل کی نرمی اس کی وجہ سے ڈر اس کی وجہ سے پھر کپکپاہٹ۔ ڈر کا اثر بدن پر کیا ہوتا ہے؟ کپکپاہٹ سی ہوتی ہے۔ ''وَيَهْلِكُونَ عند مُتَشَابِهِهِ'' (اور متشابہ آیات سن کر اور اُن کو نہ مان کر ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں ہلاک ہو جاتے ہیں)۔ اللہ اکبر۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حبر ھذہ الأمۃ اس امت کے عالم ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو علم التاویل عطا فرمائی ہے قرآن مجید کی تفسیر کا علم عطا فرمایا ہے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لیے دعا فرمائی ہے بچپن سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کر چکے ہیں فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص کو دیکھا حدیث اسماء والصفات کو سن کر کپکپی سی طاری ہو گئی ڈر کی وجہ سے تو فرماتے ہیں کہ کتنے عجیب لوگ ہیں یہ جب اللہ تعالیٰ کی محکم آیات (محکم آیات وہ ہیں جو بالکل واضح ہیں جن میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں ہے جب انسان سنتا ہے تو سمجھ بھی لیتا ہے آسانی سے جو انسان کی فطرت کے بالکل مطابق ہیں جن کی فطرت زندہ ہے، جن کی فطرت بگڑ چکی ہے یہ اُن ہی کا حال بیان کیا جا رہا ہے) سن کر دل میں رقت طاری ہوتی ہے (اور اس میں سب شامل ہیں، اس میں تو اچھے بُرے سب شامل ہیں، ہر مومن جب اللہ تعالیٰ کی محکم آیات سنتا ہے تو دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے یہ ایمان کی نشانی ہے لیکن مشکل دوسرے لفظ میں ہے) ''وَيَهْلِكُونَ عند مُتَشَابِهِهِ'' اور ہلاک ہو جاتے ہیں جب متشابہ آیات سنتے ہیں یا متشابہ احادیث سنتے ہیں۔

متشابہ کون سے ہوتے ہیں؟ ایسے الفاظ یا ایسے نصوص، یا ایسی قرآن مجید کی آیات یا احادیث جن میں ایک سے زیادہ معنی موجود ہوتے ہیں (ایک معنی نہیں ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہیں) اور وہ معنی متعین نہیں کر سکتے اور پھر جب معنی متعین نہیں کر سکتے

تو پریشانی ہوتی ہے۔ تو چاہیے کیا؟ مومن کے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ متشابہ کو محکم کی طرف رد کر دیا جاتا ہے متشابہ محکم بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے سورۃ آل عمران آیت نمبر 7 میں کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی ہے دو قسم کی آیات ہیں محکم اور متشابہ تو جن کے دل میں زیغ ہے جن کے دل میں ٹیڑھا پن ہے وہ متشابہ آیات کو اپنا لیتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں اور جو مومن ہیں جو عالم ہیں وہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹاتے ہیں۔

اب شریعت کے معاملے میں آپ کو کوئی مشکل پیش آگئی ہے آپ اسے لوٹائیں محکم کی طرف اس کی واضح مثال کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾(طٰہٰ:5) اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾(ق:16)(ہم ایک شخص کے اتنے قریب ہیں جیسا کہ اس کی شہ رگ قریب ہے)۔ تو پھر اللہ تعالیٰ قریب بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ دور بھی ہیں، عرش پر بھی ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟!

محکم کون سی ہے؟﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ ہر انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے کہ نہیں؟ آپ جب دعا مانگتے ہیں کوئی جاہل انسان، ان پڑھ گنوار انسان جب دعا مانگتا ہے تو اپنے ہاتھ کس طرف کرتا ہے اپنی شہ رگ کی طرف کرتا ہے یہاں پر یا آسمان کی طرف کرتا ہے کہاں پر کرتا ہے؟ آسمان کی طرف کرتا ہے یہ اپنی فطرت سے جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہاں پر ہے عرش پر ہے۔

تو پھر ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں یہ متشابہ آیت ہے یہ قُرب کون سا ہے اس قُرب کا معنی کیا ہے؟ عربی زبان میں چھ سے زیادہ معنی ہیں قُرب کے، قُرب الزمان، قُرب المکان، قُرب القرابۃ (نسب کا)، پھر سختی کا قُرب، پکڑ کا قُرب، یہ سارے جو معنی ہیں یہ قُرب کے اندر موجود ہیں، جگہ کا قُرب بھی موجود ہے وقت کے اعتبار سے زمانے کے اعتبار سے یہ سب موجود ہیں۔

تو ایک کو متعین کیوں کیا تم نے؟ ایک متعین جگہ کے اعتبار سے قریب ہے یہ کہاں سے آپ نے لیا اس کی کیا دلیل ہے؟!

تو یہ متشابہ کو کہاں پر رد کریں گے ہم؟ محکم کی طرف۔

تو علمائے سلف نے کیا کیا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرش پر مستوی ہے کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالیٰ۔ لیکن جاہلوں سے پوچھیں جن کی فطرت بگڑ چکی ہے کیا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ہر جگہ موجود ہے۔ کیوں ہر جگہ موجود ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی شہ رگ کے قریب ہے دو شہ رگیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، سبحان اللہ۔ جب اِن لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ تو اُن کے دل نرم ہوتے ہیں اور کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے کہ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ عرش پر ہے یہ تو سمت لازم آتی ہے؟!

بھائی کہتے ہیں کہ یہاں پر تینتیس کروڑ پورے ہو جاتے ہیں دو صورتیں ہیں کہ یا تو تعدد موجود ہوتا ہے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک سے زیادہ ہے صحیح ہے کہ نہیں؟ دوسرا آپشن کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں حل ہو چکا ہے، یا تو وحدۃ الحلول ہے یا تو پھر لامحدود تعداد ہے۔ سبحان اللہ، اور دونوں نظریات کفریہ نظریات ہیں، واللہ اعلم۔

تو مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ متشابہ آیات جو ہیں اُن کو رد کرے محکم آیات کی طرف۔

اس اَثر میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔انکار منکر واجب ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے منکر دیکھا انکار کیا فوراً۔

2۔انکار منکر کے لیے حکمت کا استعمال کرنا ضروری ہے کہ کیسے؟ ادب کے دائرے کے اندر رہ کر اُسے پکڑ کر مارا نہیں پیٹا نہیں، اُسے پکڑ کر کوئی بُرا بھلا نہیں کہا "مَا فَرَقُ هَؤُلَاءِ؟" ادب کے دائرے کے اندر رہ کر پیارے انداز میں بیان کیا ہے۔

3۔دل میں رقت محسوس کرنا آیات کو سن کر یا نصوص کو سن کر یہ محض ایمان کی نشانی نہیں ہے کیونکہ کم ایمان والے بھی دل میں رقت محسوس کرتے ہیں۔

اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ کہتے ہیں ہندو غلط ہیں، عیسائی غلط ہیں، یہودی غلط ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ جب ہندو پنڈت ایک بُت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر مانگتا ہے تو اُس کا چہرہ جو ہے وہ بالکل نرم ہو جاتا ہے اُس کو بھی سکون محسوس ہوتا ہے یہ رقت کہاں سے آئی؟ رقت وہ بھی محسوس کرتے ہیں یہ رقت کہاں سے آئی؟ یہ شیطانی عمل ہے۔

شیطان دل میں وسوسہ کرتا ہے؟ کرتا ہے، جو دل میں وسوسہ کرتا ہے اس سے رقت بھی آجاتی ہے، اُس سے نرمی بھی پیدا ہو جاتی ہے، اُس سے جھوٹا سکون بھی بعض اوقات مل جاتا ہے۔ جیسا انسان چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہی راستہ آسان کر دیتا ہے ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ﴾(الیل:07)﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ﴾ (الیل:10)۔

4۔اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات پر ایمان واجب ہے فرض ہے۔

5۔نصوص شرعیہ دو قسم کے ہیں محکم ہیں اور متشابہ ہیں، یہ جاننا ضروری ہے کہ نصوص شرعیہ یا قرآن مجید کی آیات اور احادیث دو قسم کی ہیں محکم اور متشابہ۔

6۔ان دونوں محکم اور متشابہ نصوص پر ایمان لانا فرض ہے، دونوں پر ایمان۔

7۔محکم اور متشابہ نصوص میں مومن کا یہ طرز عمل ہے کہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جاتا ہے (محکم اور متشابہ نصوص کے متعلق مومن کا یہ طرز عمل ہے کہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جاتا ہے)۔

8۔اسماءوالصفات کے نصوص کاذکر عوام الناس کے سامنے جائز ہے۔

جائز ہے کہ نہیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں نہیں یہ باریک بینیاں بیان نہ کیا کرو عوام الناس کے سامنے؟آپ نصوص بیان کریں اور اجمالی عقیدہ بیان کریں باریک بنی نہیں باریک بنی مخالف کے لیے ہے جو انکار کرتے ہیں ان کے لیے ہے۔

یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے جب حدیث بیان کی جس میں اسماءوالصفات کا ذکر ہے تو عوام الناس میں ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اُس پر کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی تو اس اُثر سے کیا فائدہ ہوتا ہے کہ عوام الناس کے سامنے بھی نصوص میں اسماء والصفات بیان کرنے چاہیئں کہ نہیں؟بیان کرنے چاہیئں۔

9۔منکرین اسماءوالصفات ہلاکت میں ہیں۔

آخر میں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں،اور جب"ولَمَّا سمعت قريش رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الرحمن أنكروا ذلك"(اور جب قریش نے سنا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرحمٰن کا لفظ قرآن مجید میں ذکر کرتے ہیں تو اُس کا انکار کیا) "فأنزل الله فيهم"(تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی) ﴿وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ﴾ اسی آیت سورۃ الرعد آیت نمبر 30 کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے کہ جو وہ الرحمٰن کا انکار کرتے ہیں اور حقیقتاً الرحمٰن اللہ تعالیٰ کا نام ہے جس کا انکار نہیں کرنا چاہیے،واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (079.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio